توبہ

مؤلفہ

جلیل النساء صبا

فاضلہ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ مادرگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

باز آجا باز آجا تو جو کچھ بھی ہے گناہ میں آلودہ ہے اس سے باز آجا
اگر تو کافر ہے یا آگ کا پجاری ہے یا بت پرست ہے تب بھی باز آجا
واپس ہدایت کی طرف آجا۔

یہ ہماری درگاہ ، ناامیدی کی درگاہ نہیں ہے
اگر سو بار بھی تو توبہ توڑا ہے تو پھر واپس آجا

کریما بہ بخشائے برحال ما کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیر از تو فریادرس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار ما را ز راہ خطا خطا در گذار و صوابم نما

پیش کردہ

حسامی اردو کمپیوٹر اینڈ ٹیلرنگ سنٹر

جہاں نونہالوں اور دختران کو آج کے دور کے جدید اردو انگلش پروگراموں کی ٹریننگ دی جاتی ہے وہیں طالبات کو ٹیلرنگ اور اسی طریقہ کے کئی کورسس سکھائے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت

معنی توبہ فضیلت

شرائط

کی تم نے کئی بار ' گنہ سے توبہ — پھر ہوگئے مرتکب خطا کے ' توبہ
مالک سے خلاف عہد ' کب تک فاضل — توبہ شکنی سے ' کرلو پہلے ' توبہ

نام مؤلفہ

جلیل النساء صبا

فاضلہ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات

ناشر

حسامی اردو ، انگلش کمپیوٹر سنٹر

پنجہ شاہ حیدر آباد۔ فون نمبر :4565226

تفصیلات کتاب

(جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں)

نام کتاب : توبہ

نام مؤلفہ : جلیل النساء صبا حسامی فاضلہ جامعہ عائشہ

تقدیم و تصحیح : سید ومیض احمد ندوی

صفحات : ۴۰

سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق اپریل ۲۰۰۱ء

کتابت کمپیوٹر : رفعت النساء (حسامی کمپیوٹر سنٹر)

قیمت : ۱۰ روپے

☆☆☆ ملنے کے پتے ☆☆☆

(۱) جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات مصری گنج

(۲) حسامی کمپیوٹر پنجہ شاہ قریب پٹرول پمپ

(۳) ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس پرانی حویلی

(۴) قبلہ بک ڈپو حیدرآباد

فہرست مضامین

نمبر سلسلہ	مضمون	نمبر صفحہ	نمبر سلسلہ	مضمون	نمبر صفحہ
۱	انتساب	۴	۲	ارشاد عالی	۵
۳	پیش لفظ	۶	۴	توبہ	۸
۵	اقسام توبہ	۹	۶	شرائط توبہ	۱۱
۷	حقوق العباد	۱۴	۸	توبہ۔ قرآن کی روشنی میں	۱۵
۹	توبہ۔ احادیث کی روشنی میں	۱۷	۱۰	توبہ اور اسوۂ نبیؐ	۲۱
۱۱	توبہ بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں	۲۲	۱۲	توبہ کا نفسیاتی اثر	۲۴
			۱۴	قبولیت توبہ	۲۵
۱۳	کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی	۲۶	۱۵	مختلف گناہوں سے توبہ	۲۷
۱۶	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۳۵	۱۷	سچی توبہ	۳۶
۱۸	باب استغفار	۳۶	۱۹	استغفار کی فضیلت	۳۷
۲۰	مغفرت خداوندی کی وسعت	۳۷	۲۱	ہر مومن کے لئے سب سے بہترین تحفہ استغفار	۳۸
۲۲	عام مومنین کے لئے استغفار	۳۹	۲۳	سید الاستغفار	۳۹
۲۴	رسول اکرم ﷺ کا پسندیدہ استغفار	۴۰			

انتساب

میں میرے دادا جان حضرت مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقل مدظلہ جن کے وعظ و نصائح بچپن ہی سے ہمارے قلوب کو نور ایمانی سے منور کرتے رہے اور میرے والد بزرگوار مولانا محمد حسام الدین ثانی عاقل جن کی سرپرستی سے اور حوصلہ افزائی سے اور اس مادر علمی جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات جسکے علمی ماحول نے مجھے قلم پکڑنا سکھایا اور ان تمام اساتذہ کرام جن کے شفقتوں کے زیر سایہ میں نے اپنا علمی سفر شروع کیا آج اس قابل ہوئی کہ دور حاضر میں بڑھتی برائیوں سے نجات کے لئے مختصر رسالہ ترتیب دے سکوں۔ اسی مقصد کے تحت میں نے آج کل معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں اور ان سے نجات کے طریقوں کو اس کتاب "توبہ" میں بیان کیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

توبوا الی اللہ جمیعاً ایۃ المومنون لعلکم تفلحون

اے مومنو! اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

اسی غرض کے تحت میں نے اس رسالہ کو ترتیب دیا تاکہ ہم توبہ کے ذریعہ بارگاہ الہی میں سرخرو ہو سکیں کی رضا حاصل کرنا ہے۔

قارئین سے گذارش ہے کہ اگر وہ میری اس پہلی کوشش میں کچھ خامیاں پائیں تو مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی اصلاح کی جاسکے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اس کتاب کو قبولیت عام عطا فرمائے اور میرے لئے اور میرے بزرگوں کے لئے اسکو دارین کی سعادت کا باعث بنائے۔ (آمین)

ارشادِ عالی

الحاج محمد حمید الدین حسامی عاقل مدظلہ عالی

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد

الحمد للہ میرے فرزند ارجمند جناب محمد حسام الدین ثانی حسامی کی دختر نیک اختر عزیزم جلیل النساء صاحبہ متعلمہ دورۂ حدیث جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات نے مختلف کتابوں کے استفادہ کرتے ہوئے بعنوان "توبہ" ایک اچھی کتاب تالیف کی ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے خاطر خواہ استفادہ کرنے کی سب کو توفیق رفیق فرمائے۔ انکی اس تالیف کو قبولیت عام عطا کرے اور انکے لئے حسنات جاریہ بنائے۔

توبہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں، رونے سے بھی وہ چھٹ جاتے ہیں
رحمت ہی غضب پر غالب ہے، بخشش کے لئے سب حیلے ہیں

(عاقل)

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے تین طرح کی مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے' ایک ملائکہ جو سراپا خیر ہیں' جن سے گناہ کا صدور ممکن نہیں' بلکہ وہ گناہ کرنے پر قادر ہی نہیں۔ دوسرے شیاطین جن کا وجود سراپا شر سے عبارت ہے۔ اور جو اپنی سرکشی کی وجہ سے نیکی اور بھلائی کی توفیق سے مکمل طور پر محروم کر دیئے گئے ہیں' ان دونوں کے درمیان حضرت انسان ہیں' انسان نہ سراپا خیر ہے اور نہ سراپا شر' وہ نیکیوں کی صلاحیت بھی رکھتا ہے اور برائیوں کی بھی' طاعت الٰہی کا راستہ اختیار کرے تو فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دے' اور گناہ وہ معصیت پر کمربستہ ہو تو اس کی معصیت شعاری کو دیکھ کر شاید شیطان کو بھی حیا آجائے۔

انسان کے اندر گناہ کی صلاحیت اور گناہ کی طرف جو میلان رکھا گیا ہے' اس کا مقصد جہاں انسان کا امتحان اور اس کی آزمائش ہے وہیں منشاء الٰہی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت عفو و درگذر کا ظہور ہو' یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو معاف کرتا اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرتا ہے' جب تک کوئی ایسی مخلوق نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ گناہ کی بھی مرتکب نہ ہو اور گناہ کر کے خدا کے سامنے اپنی غلطی پر نادم و شرمندہ نہ ہو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کا ظہور کیسے ہوگا؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان جیسی مخلوق کو پیدا فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی کرے' اور اس سے گناہ کا صدور بھی ہو' اور پھر توبہ کی توفیق بھی' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بہترین خطاکار وہ ہیں جو گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد توبہ کریں" "خیر الخطائین التوابون"۔

توبہ کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے۔ نیز گناہ کے اعتبار سے توبہ کے جداگانہ طریقے ہیں' عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر گناہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت اور شرمساری کافی ہے' لیکن ایسا نہیں ہے' اللہ کی چوکھٹ پر شرمسار ہونا تو ضروری ہے ہی' لیکن شریعت نے گناہوں کی تلافی کے لئے جو اصول

بتائے ہیں' اس کی رعایت بھی ضروری ہے۔ بعض واجبات کے ترک ہونے پر قضاء ہے' بعض پر کفارہ یا فدیہ ہے' بعض حقوق العباد ہیں انہیں ادا کرنا' یا صاحب حق سے ان کو معاف کرانا ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ توبہ کی اہمیت اور اس کے شرائط و اصول سے متعلق عزیزہ "جلیل النساء صبا حسامی" (رزقها الله علما نافعا عملا صالحا مقبولا) نے یہ مفید رسالہ مرتب کیا ہے' جس میں توبہ کی حقیقت و اہمیت' توبہ کی مختلف اقسام' توبہ کی شرائط' حقوق العباد میں توبہ کا طریقہ' توبہ کا نفسیاتی اثر' مختلف گناہوں سے توبہ کے تقاضے قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال سے توبہ کی اہمیت' مغفرت خداوندی کی وسعت وغیرہ پر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور صحابہ نیز بزرگوں کے بعض مؤثر واقعات بھی تحریر کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ رسالہ بہت مفید اور نافع ہوگا اور اس کو پڑھ کر گناہ گاروں کو اشک ندامت سے وضو کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔

اس کتاب کی مؤلفہ سلمہا دار العلوم حیدرآباد کے شعبہ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات میں دورۂ حدیث کی طالبہ ہیں اور مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد حسام الدین فاضل" کے خاندان کی چشم و چراغ ہیں مخدومی حضرت مولانا حمید الدین حسامی عاقل دامت برکاتہم کی حفیدہ سعیدہ اور برادر عزیز مولوی محمد حسام الدین ثانی حسامی کی دختر نیک اختر ہیں' زمانہ طالب علمی ہی میں عزیزہ سلمہا کی یہ قلمی اور دعوتی کاوش ان شاء اللہ بہتر مستقبل کے لئے فال نیک ہے' دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ سلمہا کو علم نافع اور عمل صالح سے حظ وافر عطا فرمائے دعوت و اصلاح اور علم و تحقیق کے کاموں کی توفیق میسر ہوتی رہے اور اس تحریر کو قارئین کے لئے نافع اور خود مؤلفہ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔

وهو المستعان

۱۴ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

۹ر اپریل ۲۰۰۱ء — (خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توبہ

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں توبہ کا مفہوم یہ ہیکہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف گناہوں سے اطاعت کی طرف غفلت سے ذکر کی طرف لوٹے اور اطاعت یہ ہیکہ انسان اپنی عملی زندگی میں احکامات الٰہی پر عمل پیرا ہو جائے۔

توبہ کی اگر جامع تعریف کی جائے تو کہا جائے گا کہ انسان اپنی کی ہوئی خطاؤں پر نادم ہو اور جو برائی وہ کر رہا ہے اسے چھوڑ دے اور آئندہ اس کا ارتکاب نہ کرے اور جو گناہ اس سے سرزد ہو چکے ہیں اس کی تلافی کرے۔

توبہ ایک ایسا دروازہ ہے جس میں داخل ہونے سے انسان اللہ کی بارگاہ میں مردود کی جگہ محبوب اور دشمن کے بجائے دوست اور دوزخ کے بجائے جنت کا حقدار بن جاتا ہے

اور حضرت سہیل تستریؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت توبہ کا مفہوم کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے اندر خدا کا خوف سا جائے کہ دل سے گناہوں کا خیال تک نکل جائے (مظاہر حق) حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ گناہوں کو فراموش کر دینا یعنی توبہ کرنے کے بعد گناہوں کی لذت کا احساس بھی اسطرح ختم ہو جائے گویا وہ جانتا ہی نہیں کہ گناہ کیا ہوتا ہے (مظاہر حق)

اقسام توبہ

توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے (۱) دل کی توبہ (۲) زبان کی توبہ (۳) آنکھ کی توبہ (۴) کان کی توبہ (۵) ہاتھ کی توبہ (۶) پیر کی توبہ۔

(۱) اگر کسی سے کہا جائے کہ تم اس گناہ سے توبہ کرلو تو وہ فوراً اپنی زبان سے توبہ کرلیتا ہے مگر پھر کچھ ہی دنوں میں دوبارہ اسی گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اسکی توبہ دل سے نہیں تھی۔ کیونکہ توبہ تو اسی وقت درست ہوتی ہے جب توبہ کو دل سے تسلیم کیا جائے اور شرائط توبہ کا لحاظ رکھا جائے صرف زبان سے اقرار کرلینا کافی نہیں ہوتا۔ اللہ اور بندے کے درمیان دل کی گندگیوں کی وجہ سے حجاب ہوتا ہے اور انسان توبہ کے ذریعہ ہی اس حجاب کو دور کر سکتا ہے اور یہ انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دل کو تمام گندگیوں سے توبہ کے ذریعہ پاک کرے اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرے۔

(۲) زبان کی توبہ سے مراد یہ ہیکہ دل میں اس بات کا مصمم ارادہ کرلے کہ زبان سے کوئی واہیات اور بیہودہ گفتگو نہ کرے گا اور زبان کو ہر نامناسب بات سے پاک رکھے گا اللہ تعالےٰ سے ہر وقت یہی دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ زبان کو صرف ذکر الٰہی میں مشغول رکھے کیونکہ زبان سے نکلی ہوئی چھوٹی سی بات انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے اسلئے آدمی کو یا تو زبان سے کلمات خیر نکالنا چاہئے یا تو خاموشی اختیار کرلینا چاہئے چونکہ خاموشی سے زبان کی حفاظت ہوتی ہے اور خاموشی میں سلامتی ہے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''خاموشی ہی نجات کا راستہ ہے'' یعنی انسان کو جب بھی غصہ آئے تو واہیات گفتگو کرکے اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا نہ کرے بلکہ خاموشی اختیار کرے۔

(۳) آنکھ کی توبہ یہ ہیکہ انسان دل سے اس بات کا ارادہ کرلے کہ وہ اپنی آنکھوں کو تمام ممنوعات سے پاک رکھے گا۔ اور ہر وہ چیز جو خدائے تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن سکتی ہے اس کو دیکھنے سے احتراز کرے گا اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسکی آنکھوں کی ایسی بنادے جو صرف اسی خدائے قدوس کی یاد میں رونے والی ہو اور ہمیشہ اسکی رضامندی کے کاموں میں لگی رہنے والی ہو۔

(۴) کان کی توبہ یہ ہیکہ تمام نامناسب اور واہیات کے سننے سے کانوں کی حفاظت کا عہد کرے اور خدائے تعالیٰ کا ذکر اور اسکے حبیب کی باتوں کو سنتا رہے۔ خدا کی دی ہوئی اس نعمت یعنی قوت سماع کا صحیح استعمال کرے یہ اسکے لئے ہی باعث خیر ہوگا چنانچہ حدیث شریف میں ہیکہ جو کوئی گالی گلوج فحش ٹھٹھا گانا بجانا اور نوحہ و شیون کی آواز سنے گا اور کان میں رکھے گا اسکے کان میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

(۵) ہاتھ کی توبہ یہ ہیکہ ہاتھوں سے ایسے کام نہ لے جس سے خدائے تعالیٰ کی نافرمانی ہو چوری ڈکیتی، ظلم و زیادتی اور ایذا رسانی وغیرہ سے ہاتھوں کی حفاظت کرے اور انھیں خیر کے کاموں میں استعمال کرے جیسے حضرت عثمان غنیؓ دست مبارک سے قرآن کا نسخہ تیار کیا تھا اس طرح آج ہمارے علماء و اساتذہ نے ہماری رشد و ہدایت کے لئے ایسی کتابیں تحریر کرے ہیں جو ہماری نجات کا باعث بن سکتے ہیں ہاتھ تو ہر ایک کے پاس ہیں لیکن استعمال آپ کے اختیار میں ہے چاہیں تو غلط جگہ استعمال کریں یا اس سے ایسے کام انجام دیں جو امت مسلمہ اور خود کے لئے فائدہ بخش ہوں۔

(۶) پیر کی توبہ یہ ہیکہ وہ ایسی نامناسب جگہ پر نہ جائے جہاں احکام الٰہی کے خلاف کام ہو رہے ہوں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو

کرکے مسجد کی طرف جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر قدم کے عوض ایک نیکی عطا کرتا ہے اور ایک بدی کم کردیتا ہے اور اس کا درجہ بڑھادیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس سے اتنا خوش ہوتا ہے جتنا مدت سے بچھڑے ہوئے دوست ایکدوسرے سے مل کر خوش ہوتے ہیں (غنیۃ الطالبین) اسی طرح ایک طالب علم حصول علم کے لئے جاتا ہے تو اسکے لئے بھی قدم بقدم نیکیاں لکھے جاتے ہیں جہاں ہم فلموں کی ٹکٹ کی قطار میں کھڑے رہتے ہیں بجائے اسکے ہم اگر نماز میں یا تلاوت میں کھڑے رہیں تو ہمیں گناہوں سے نجات بھی مل سکتی ہے۔ اور ہماری توبہ قابل قبول بھی ہو سکتی ہے۔

شرائط توبہ

توبہ کے چند شرائط ہے جسکے بغیر توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ نیچے کی سطروں میں اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اقرار گناہ (۲) گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ (۳) گناہوں کا تدارک۔

(۱) اقرار گناہ توبہ کی بنیادی شرط ہے اور حقیقت بھی یہی ہیکہ جب تک کوئی اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرے گا تب تک وہ توبہ نہ کرے گا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بندہ گناہ کا اقرار کرے پھر توبہ کرے تو اللہ جل شانہ اسکی توبہ قبول فرمالیتے ہیں (بخاری و مسلم) اس حدیث سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ اقرار گناہ توبہ کی اہم شرط ہے۔ لیکن بعض مسلمان آج کے دور میں اقرار گناہ کو دور کی بات گناہ ہی نہیں سمجھتے اور اپنے آپ کو گناہوں کے دلدل میں ڈھکیلتے ہی چلے جاتے ہیں جسکی وجہ سے وہ توبہ سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ بھی اسکے دلوں کو سیاہ

کر دیتے ہیں پھر وہ کسی طرح نیکی کی طرف نہیں آسکتے لہذا ہمیں جیسے ہی گناہ سرزد ہو اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کر لینی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پشیمانی خود توبہ ہے اسکی علامت ہے کہ آدمی کا دل نرم پڑ جاتا ہے آنسو نکل آتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کرو اس لئے کہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں (غنیۃ الطالبین)

(۲) توبہ کی دوسری شرط یہ کہ آدمی آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کرے ایسا پختہ ارادہ کہ پتھر کی لکیر ہو جس کے بعد گناہ کا تصور تک نہ آنے پائے نیز اللہ تبارک تعالیٰ سے سچے دل سے دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسکو اس نیک راہ پر ثابت قدم رکھے اور ایسے کاموں میں مشغول کر دے جس سے وہ راضی ہو جائے۔ یہ باتیں کہنے میں تو بہت آسان ہیں لیکن عملاً نہایت مشکل انسان اس کام میں اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جبکہ اسے اللہ پر مکمل بھروسہ ہو اور اسکا ارادہ بالکل پکا ہو۔

(۳) گناہوں کا تدارک یعنی جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں اللہ کے حضور میں اس کے لئے معافی طلب کرے اور اپنے کئے پر شرمندہ ہونے کے بعد ان کی تلافی کی کوشش کرے۔ اگر حقوق عباد میں کوتاہی ہو تو بندوں سے معافی مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ حقوق اللہ میں کوتاہی تو معاف فرماتے ہیں۔ مگر حقوق العباد کی کوتاہی اسی وقت معاف ہو گی جب مظلوم خود اسے معاف کرے۔

حقوق العباد

حقوق العباد کے چند اقسام ہیں جیسے:۔ جانی حق تلفی، مالی حق تلفی، آبرو کے حقوق اور اسکی تلافی وغیرہ وغیرہ۔

(۱) جانی حق تلفی:۔ جانی حق تلفی یہ ہے کہ کسی کی جان کو ہماری ذات سے کوئی تکلیف پہنچے۔ اگر بغیر ارادہ کے قتل کر دیا تو اسکی توبہ کا طریقہ یہ ہیکہ مقتول کے ورثاء کو خوں بہا کی ادائیگی کی جائے اسکے برخلاف اگر قتل عمداً کر دیا تو بغیر قصاص کے خلاصی ناممکن ہے۔ اگر ورثاء قصاص معاف کر دیں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور اس طرح اس گناہ سے نجات ہو جائے گی۔

(۲) مالی حق تلفی:۔ مالی حق تلفی کی کئی صورتیں ہیں جیسے مال کا غصب کرنا یا چھین لینا، چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا یا امانت میں خیانت کرنا یا تاجر بن کر بددیانتی کرنا یا ملاوٹ کرکے اشیاء کا بیچنا یا خراب مال فروخت کرنا، مزدور کی اجرت میں کمی کرنا یا بغیر اجرت دیئے زبردستی کام کروانا، سود کھانا، وغیرہ مالی حق تلفی کی تمام صورتوں کو مد نظر رکھ کر ہمیں چاہیئے کہ اپنا محاسبہ کریں اور جلد از جلد اس گناہ کی تلافی کے لئے اس شخص جس کو ہماری وجہ سے مالی نقصان ہوا ہو معافی مانگیں اور اسکا نقصان پورا کریں اگر وہ شخص فوت ہو گیا ہو تو اس کے مال کی تلافی اسکے ورثاء کو کی جاسکتی ہے اور اگر یہ صورت بھی نہ ہو سکے تو اللہ کی راہ میں خیرات کر دے۔

(۳) آبرو کے حقوق اور اسکی تلافی:۔ آبرو کے حقوق یہ ہیں کہ ہماری ذات کی وجہ سے کسی کی آبرو پر آنچ نہ آنے پائے اور آبرو کے حقوق کی تلافی کی بھی کئی صورتیں ہیں مثلاً کسی کو ناحق مارنا، کسی کی غیبت کرنا یا غیبت سننا، گالی دینا، تہمت لگانا وغیرہ وغیرہ۔

لہذا ہمیں چاہیئے کہ کسی کی آبرو کی حق تلفی کی ہو تو فوراً اس سے معافی مانگے اور اگر وہ فوت ہو چکا ہو تو اسکے لئے خدا تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگے اور اتنی دعا کرے جس سے یقین ہو جائے کہ جس کی حق تلفی کی تھی اسکے بدلہ اس کے لئے اتنی دعا ہو چکی ہے۔

مذکورہ جو حقوق بیان کے گئے انکی حفاظت کرنا ایک مسلمان کا اولین فریضہ ہے اسلئے کہ حضرت ابی بکرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے خون' مال' آبرو' یہ تینوں چیزیں ایک حکم میں ہیں ان کی حرمت مکہ معظمہ اور ماہ ذی الحجہ جیسی ہے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیکہ نبی کریم صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا مسلمان کا خون' اسکی آبرو اسکا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔

لہذا ہمیں ان احادیث کے معلوم ہو جانے کے بعد کسی مسلمان کے کسی بھی حق کی حق تلفی کرنا ہمارے لئے نا جائز ہی نہیں بلکہ حرام ہیں۔

اور ایک بات سب سے اہم یہ کہ نابالغی میں روزہ' نماز وغیرہ تو فرض نہیں ہے لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں اگر کسی لڑکے یا لڑکی نے کسی کا مالی نقصان کر دیا تو وارث پر لازم ہے کہ بحیثیت ولی خود اس نقصان کی تلافی کریں اور اگر ولی سے اس نقصان کی تلافی نہ کی تو بالغ ہونے کے بعد اس کو تلافی کرنی ہوگی۔

اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم نہ ہو اور مال نہ ہو۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا حقیقی مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے' زکوۃ بھی ادا کی ہوگی) اور ان سب کے باوجود اس حال میں میدان حشر میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا اور چونکہ قیامت کا دن فیصلے کا دن ہوگا۔ اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اسکی

نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا ہونے سے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حق داروں کے گناہ اسکے سر پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

اس حدیث پاک سے صاف واضح ہیکہ حقوق العباد میں کمی کرنے سے آخرت میں سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ جلد از جلد ان زیادتیوں کی تلافی کریں جو ہم سے سرزد ہو چکی ہوں۔ اور یہ کام جتنا جلدی ہو سکے کر لیں کیونکہ گیا وقت لوٹ کر نہیں آتا اور کسے معلوم ہماری زندگی کے کتنے دن باقی ہو۔ لہذا وقت پر ہی جو کام کر لیا جائے بہتر ہوتا ہے

بقول شاعر کہ:۔ وقت کہہ کر گیا غافلوں سے تیم
عمر بھر اب میرا راستہ دیکھنا

توبہ۔ قرآن کی روشنی میں

توبہ کا ذکر قرآن کریم میں کئی بار آیا ہے۔ کیونکہ توبہ ہی وہ عمل ہے جس سے انسان اپنے برے اعمال کی تلافی کر سکتا ہے اسی وجہ سے امت مسلمہ پر توبہ کرنا واجب ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایھاالذین امنو توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یغفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر۔

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (سورۂ تحریم آیت ۸)

اس آیت سے خالص توبہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ لہذا ہمیں

چاہیے کہ اگر کوئی عمل شریعت کے خلاف ہو جائے تو فوراً اللہ کے حضور کھڑے ہو کر خلوص دل سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ اللہ کی ذات ضرور ہماری توبہ کو قبول فرمائے گی۔

چنانچہ حضرت علیؓ نے توبۃ النصوح کی تفسیر میں چھ شرائط بیان کیں:

۱۔ گذشتہ عمل پر انسان ندامت محسوس کرے
۲۔ رہے ہوئے فرائض وواجبات کی قضا کرے
۳۔ غلط حاصل کیا ہوا مال واپس کرے
۴۔ جسے قولاً و فعلاً ستایا ہو اس سے معافی مانگے
۵۔ آئندہ پہلے والے عمل کو نہ دہرانے کا مصمم ارادہ کرے
۶۔ اپنے نفس کو قرآن وسنت کے مطیع کرے (بحوالہ چراغ راہ صفحہ ۲۵۴)

اور قرآن میں ایک جگہ ارشاد الٰہی ہے کہ

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورۃ زمر آیت ۵۳)

(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کو اس بات کا یقین دلا رہے ہیں کہ جب وہ اللہ کے حضور عاجزی سے بخشش طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو محروم نہ رکھے گا۔ اور سورہ نور میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آیت ۳۱)

(یعنی اور اے مومنو سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ)

اس آیت پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کو کامیابی کی خوشخبری سنادی ہے

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جب بھی ہم سے کوئی غلطی ہو جائے فوراً اس کی معافی مانگ لے۔ اور اگر بندوں کے حق میں کوئی کوتاہی ہو جائے تو اسی انسان سے معافی مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ حقوق الٰہی میں کوتاہی کو تو معاف کر دیتا ہے لیکن اگر حقوق العباد (بندوں کے حقوق) میں کوتاہی ہو جائے تو جب تک اس آدمی سے معافی نہ مانگے وہ غلطی معاف نہ ہو گی۔

توبہ احادیث کی روشنی میں

توبہ کرنے والوں کی فضیلت۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر انسان خطاکار ہے (یعنی ہر انسان گناہ کرتا ہے علاوہ انبیاء اکرم کے کیونکہ وہ معصوم عن الخطا ہیں) اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں (ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، دارمیؒ)

کس وقت تک توبہ قابل قبول ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ)

غرغرہ۔ موت کے وقت جب بندے کے جسم سے روح نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جسے عربی میں "غرغرہ" اور اردو میں "غرہ چلنا" کہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں اس بات کی صاف وضاحت کر دی گئی ہے کہ غرغرہ کی اس کیفیت کے شروع ہونے سے پہلے بندہ اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ کیونکہ غرغرہ کی کیفیت شروع ہونے کے بعد انسان کا رابطہ اور تعلق اس دنیا سے کٹ کر دوسرے عالم سے جڑ جاتا ہے اور توبہ اسی وقت تک معتبر اور قابل قبول ہے جب تک کہ زندگی کی آس باقی ہو۔ اور غرغرہ موت کی

قطعی اور آخری علامت ہے۔

لہذا بندے کو چاہئے کہ توبہ کے معاملہ میں ٹال مٹول نہ کرے معلوم نہیں کس وقت موت کی گھڑی آجائے اور خدانخواستہ توبہ کا وقت ہی نہ ملے۔

کیا اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ اپنے گناہ کا ندامت و شرمندگی کے ساتھ اعتراف کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔(بخاری و مسلم)

توبہ اور رحمت الٰہی کی وسعت۔ حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " بنی اسرائیل (حضرت موسیٰ کی قوم میں) ایک شخص تھا جس نے ننانوے (۹۹) آدمیوں کو قتل کیا اور پھر لوگوں سے یہ پوچھنے نکلا کہ اگر میں توبہ کرلوں تو وہ قبول ہو گی یا نہیں؟ چنانچہ اسی سلسلہ میں وہ ایک عابد و زاہد کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اتنے بڑے گناہ کرنے والے کے لئے توبہ ہے؟ یعنی کیا اس کی توبہ قبول ہو گی یا نہیں؟ اس عابد و زاہد نے کہا کہ " نہیں " اس شخص نے یہ سنتے ہی اس عابد و زاہد کو بھی قتل کر دیا اور پھر دوسرے لوگوں سے پوچھتا پھرنے لگا ایک شخص نے اس سے کہا کہ تم فلاں بستی میں جاؤ وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی اس نے اس بستی کا نام لیا اور اسکی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت اچھی بستی ہے وہاں ایک عالم رہتا ہے جو تمہیں تمہاری توبہ کے قبول ہونے کا فتویٰ دے گا۔ چنانچہ وہ شخص اس بستی کی طرف چل کھڑا ہوا ابھی آدھے ہی راستے پر پہنچ پایا تھا کہ اچانک اسے موت نے آدبوچا چنانچہ اسے موت کی علامات محسوس ہوئیں تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا اور پھر اسکی روح قبض کرنے کے وقت رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے ملک الموت سے جھگڑنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس کی طرف وہ توبہ

کرنے جارہا تھا حکم دیا کہ وہ میت کے قریب آجائے اور اس بستی کو جہاں وہ قتل کرکے آرہا تھا حکم دیا کہ وہ میت سے دور ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا تم دونوں بستیوں کے درمیان پیمائش کرو اگر میں اس بستی کے قریب ہو گی جہاں وہ توبہ کے لئے جارہا تھا تو اسے رحمت کے فرشتوں کے حوالے کیا جائے گا اور اگر اس بستی کے قریب ہو جہاں سے وہ قتل کرکے آرہا تھا تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کیا جائے گا چنانچہ جب فرشتوں نے پیمائش کی تو وہ توبہ کے لئے جس بستی کی طرف جارہا تھا اس سے ایک بالشت قریب پایا گیا بس حق تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔(بخاری و مسلم)

ابن ملکؒ کہتے ہیں کہ جب ملک الموت نے اس شخص کی روح قبض کی تو رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں ملک الموت سے اسکی روح لینے کے لئے جھپٹنے لگے۔ رحمت کے فرشتے تو یہ کہتے تھے کہ چونکہ یہ شخص توبہ کے لئے اس بستی کی طرف متوجہ ہونے کی بناء پر تائب تھا اس لئے ہم اسے رحمت خداوندی کی طرف لے جائیں گے۔ اور عذاب کے فرشتے یہ کہتے تھے کہ اس شخص نے چونکہ سو (۱۰۰) آدمی کو ناحق قتل کیا ہے اور ابھی تک اس نے توبہ نہیں کی تھی اس لئے ہم اسے عذاب الٰہی کی طرف لے جائیں گے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کا فیصلہ جس طرح فرمایا وہ اس مذکورہ حدیث میں ذکر کیا گیا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ قلب و نیت کے اخلاص کے ساتھ بارگاہ الوہیت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے۔(مظاہر حق)۔

لہذا بندے کو کبھی رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو رحیم ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ تو ۷۰ ستر ماؤں کی محبت رکھتے ہیں تو ایسا پروردگار جو ستر ماؤں کی محبت رکھتا ہے وہ کیونکر یہ پسند کریگا کہ اسکا محبوب

بندہ اس کے پاس سے ناامید لوٹے۔

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھالے اور تمہاری جگہ ایسے لوگ پیدا کردے جو گناہ کریں اور خدا سے بخشش و مغفرت چاہیں اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں بخشے۔ (مسلم)

اس ارشاد گرامی کا مقصد خالص اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت کی وسعت کو بیان کرنا ہے اس حدیث کے ذریعہ گناہ کی ترغیب مقصود نہیں کیونکہ گناہ سے بچنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے کا مقصد یہی ہے کہ آپ لوگوں کو گناہ و معصیت کی زندگی سے نکال کر طاعت و عبادت کی راہ پر لائیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ رات میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے اور دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرے یہاں تک کہ سورج مغرب کی سمت سے نکلے۔ (مسلم)

فطرت انسانی ہے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی گناہ کر بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی کتنا رحیم ہے کہ وہ بندے کے بار بار معافی مانگنے پر بھی بیزار نہیں ہوتا بلکہ ہر بار معاف فرماتا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے کہ " وَاَنَا والتَّوَّابُ الرَّحیم " (اور میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں) (سورۃ البقرہ)

(توبہ کرنے والے کیلئے خدائے تعالیٰ کی رضامندی کا حصول خود اس پاک ذات کے فرمان سے واضح ہوتا ہے چنانچہ سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر

تک خوش عیش زندگی بخشے گا اور زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا"۔

توبہ اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا خدا کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ خدا سے معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغر بن یسار المزنیؓ سے مروی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اے لوگو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اسکی طرف رجوع (توبہ) کرو۔ بے شک میں ایک دن میں سو مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی کثرت سے توبہ واستغفار کرتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں کہ معاذاللہ آپ سے گناہ صادر ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم تھے اور یہ توبہ اس وجہ سے کہ آپ مقام عبدیت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے اس لحاظ سے اپنے دل میں سوچتے کہ میں اس خدائے بزرگ و برتر کی شان کے موافق عبادت کررہا ہوں یا نہیں کہیں مجھ سے کوتاہی تو نہیں ہوئی نیز توبہ کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود امت کو ترغیب دینا تھا کہ آپ معصوم اور خیر المخلوقات ہونے کے باوجود دن میں ستر تا سو مرتبہ توبہ کرتے ہیں تو امت کو کتنا اہتمام کرنا چاہیے۔ موجودہ دور کے ہم مسلمانوں کی جیسی کچھ حالت ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہم سر سے پیروں تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن ذرا احساس نہیں۔ کسی نے سچ کہا کہ اگر صحابہؓ آج کے مسلمانوں کو دیکھیں تو سوچ میں پڑجائیں کہ کیا یہی امت مسلمہ ہے؟ کیا یہ وہی امت ہے جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات ایک کردی تھی؟ کیا آج کے مسلمان اس لائق ہیں کہ وہ بروز قیامت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکا امتی

کہہ کر متعارف کرائیں؟ آج بھی وقت ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں گناہوں کی ظلمت سے نکل کر اطاعت خدا کے نور سے اپنے دل کو منور کریں تاکہ بروز حشر فخر سے یہ کہہ سکیں کہ ہم امت محمدیہ میں سے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم توبہ کرنے کا ارادہ ہی کرتے رہیں اور وہ گھڑی آجائے جب اللہ تعالیٰ توبہ کے دروازوں کو بند کر دیتے ہیں کیونکہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب ایک دروازہ بنایا ہے جو توبہ کے لئے ہے اور جس کا عرض ستر سال کی مسافت (کے بقدر) ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک بند نہیں کیا جائے گا جب تک کہ آفتاب مغرب کی سمت سے نہ نکلے (یعنی مغرب کی سمت سے آفتاب کا نکلنا قبولیت توبہ کا مانع ہے) اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "کہ اس دن آویں گی بعض نشانیاں تیرے پروردگار کی 'نہیں نفع دے گا کسی ایسی جان کو ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لاتی تھی' کا یہی مطلب ہے (ترمذی' ابن ماجہ)

اس حدیث سے صاف واضح ہو گیا کہ قرب قیامت سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور اسکے بعد توبہ کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ کسی کی توبہ قبول نہ ہو گی تو قبل اس کے کہ وہ وقت آجائے جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنے میں عجلت کرنی چاہیے۔

توبہ بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ ہمارے لئے دو امانتیں ہیں جن میں سے ایک نے پردہ کر لیا ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری قیامت تک ہمارے ساتھ ہے یعنی توبہ اگر یہ بھی نہ رہے تو ہم ہلاک ہو جائیں (اللہ میری توبہ)

حضرت علیؓ کے اس قول سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ توبہ ہی انسان

کے لئے ذریعہ نجات ہے نیز توبہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں انسان جب چاہے کر سکتا ہے جتنی جلدی ہو سکے توبہ کر لینی چاہیے کب زندگی ساتھ چھوڑ دے گناہوں سے توبہ کرنے سے غفلت برتنا سراسر حماقت ہے کسی شاعر نے زندگی اور موت کے کھیل کو کتنے حسین انداز میں تعبیر کیا ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل بھر کی خبر نہیں

(۲) سہیل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو نہ بھولے (غنیۃ الطالبین)

(۳) حضرت جنیدؒ سے پوچھا گیا توبہ کیا ہے انھوں نے جواب دیا یہ کہ تو اپنے گناہوں کو بھول جائے ابونصر سراج کہتے ہیں کہ سہیلؒ تو اپنے قول میں مریدوں کے حال کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ وہ کبھی فائدے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی اپنے نقصان سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جنیدؒ اپنے قول میں ان لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو محقق ہیں کیونکہ یہ اپنے گناہوں کو یاد بھی نہیں کرتے اس لئے کہ ان کے دلوں پر اللہ کی عظمت کا غلبہ رہتا ہے اور وہ ہمیشہ اسے یاد کرتے رہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

(۴) حضرت ابن عطا فرماتے ہیں توبہ دو طرح کی ہے ایک تو انابت کی توبہ اور دوسری نجابت کی 'انابت کی توبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر توبہ کرے' نجابت یہ ہے کہ خدا کی عنایات سے شرمندہ ہو اور توبہ کرے۔ (غنیۃ الطالبین)

(۵) حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں توبہ کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے (مخزن اخلاق)

(۶) حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ زبانی استغفار کرنا بغیر اس کے کہ گناہوں سے طبیعت اکھڑ جائے جھوٹوں کی توبہ ہے (مخزن اخلاق)

(۷) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے (مخزن اخلاق)

توبہ کا نفسیاتی اثر

جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے شعبہ علم النفس کے معاون استاد ڈاکٹر عبدالمنان "توبہ اور اسکے نفسیاتی اثرات" کے موضوع پر لیکچر دیتے ہوئے توبہ کے معنی و مفہوم اس کی حقیقت اور اسکے صحیح دینی تصور کی وضاحت اور اسکے نفسیاتی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ "اسلامی شریعت میں توبہ کے معنی خدا سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے اجتناب 'برائی کا احساس اور معصیت پر اظہار ندامت اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم ہیں۔"

ڈاکٹر عبدالمنان نے توبہ کے نفسیاتی پہلوؤں پر گفتگو کے دوران یہ بتایا کہ اعتراف گناہ سکون قلب کا موجب ہے کیونکہ گناہوں کی وجہ سے دل کو بار اور احساس میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے اور توبہ دل کے بوجھ کو ہلکا کرتا ہے اور احساس میں سکون لاتا ہے توبہ کے اور بھی بے شمار پہلو ہیں جن میں سے بندۂ مسلم از سر نو اپنی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے۔ تزکیہ نفس اور توبہ الی اللہ کے لئے امید کے دروازے کھل جاتے ہیں توبہ کی وجہ سے وہ دلی راحت محسوس کرتا ہے اور زندگی کے بارے میں نیک شگون رکھتا ہے۔ دراصل یہ ایمان باللہ اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا لازمی نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر عبدالمنان نے اس بات کو زور دے کر کہا کہ: بندہ جب سچی توبہ کرتا اور اطاعت الٰہی کو لازمۂ حیات بنالیتا ہے تو اس کا دل پر سکون اور نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور اس گناہ کا احساس زائل ہو جاتا ہے جس سے اس کے دل میں بے چینی اور شخصیت میں اضطراب پیدا ہوا تھا۔ (عربی اخبار "المدینہ" سے ترجمہ)

قبولیت توبہ

جب انسان اپنے گناہوں پر نادم ہو جاتا ہے تو وہ توبہ کرتا ہے تاکہ اسکے گناہ معاف ہو جائیں انسان توبہ تو کرلیتا ہے مگر اسکے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اسکی توبہ بارگاہ رب العزت میں قبول ہوئی یا نہیں ؟ اس کا اشارہ اللہ تعالیٰ تائب کو خواب یا مراقبہ کی حالت میں دیتا ہے اور پھر وہ انسان دلی طور پر نیکیوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے

اگر توبہ تمام شرائط کو مد نظر رکھ کر اور خلوص دل سے کی جائی تو ضرور قبول ہوگی۔ اخلاص کے تعلق سے یہ بات ہمیشہ ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ جس کسی عمل میں اخلاص نہ ہو وہ عمل قابل قبول نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب دین موٹر گاڑی میں سفر کررہے تھے اسی دوران گاڑی رک گئی۔ ڈرائیور نے اسکی وجہ یہ بتائی کہ پٹرول کی نالی میں کچرا اٹک جانے کی وجہ سے گاڑی آگے نہیں بڑھ رہی ہے اس پر مولانا نے فرمایا کہ جس طرح پٹرول کی نالی میں کچرا اٹک جانے کی وجہ سے گاڑی رک جاتی ہے اسی طرح اخلاص کی نالی میں اگر ریاکاری کا تھوڑا سا کچرا بھی اٹک جائے تو وہ عمل خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ پاتا بلکہ وہیں روک دیا جاتا ہے لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہر عمل کو اخلاص کے ساتھ کریں تاکہ وہ قابل قبول ہو اور اس کا ہمیں پورا پورا بدلہ ملے۔ غنیۃ الطالبین میں ہیکہ چار علامتوں سے توبہ کی قبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) فاسق اور گناہ گار لوگوں سے الگ رہے اور ان سے مطلق نہ ڈرے اور نیک لوگوں سے میل جول رکھے۔

(۲) ہر طرح کے گناہوں سے بچتا رہے اور عبادت میں لگا رہے۔

(۳) دنیا کی خوشی اس کے دل سے مٹ جائے اور آخرت کا غم دل میں گھر کرلے۔

(۴) رزق کی تلاش اور معاش کی فکر سے آزاد رہے اور اللہ کی عبادت میں لگا رہے کیونکہ رزق کو پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

غرض اللہ تبارک تعالیٰ جو دو جہاں کا پروردگار ہے اس کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اگر کوئی انسان سچے دل سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ کو اللہ تعالیٰ ضرور شرف قبولیت بخشتا ہے۔ بشرطیکہ وہ جن برائیوں سے تائب ہوا ہو ان کو مکمل طور پر ترک کر دے اور رزق حلال کی جستجو کرے۔

کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی

توبہ کے لئے بنیادی شرط صاحب ایمان ہونا ہے۔ لہذا اگر کوئی مرتد یعنی ایمان لانے کے بعد کفر کو اپنا لے تو ایسا شخص اللہ کے حضور میں توبہ کرنے کا بھی حقدار نہ ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "بے شک جو لوگ ایمان کے بعد کفر کریں پھر اس کفر میں حد سے زیادہ بڑھ جائیں تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ یہی لوگ گمراہ ہیں بے شک جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں اگر ان میں سے کوئی زمین بھر سونا فدیے میں دے دے تو پھر بھی ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی" (سورۃ آل عمران:۹)

اس آیت میں کہا گیا کہ کفر میں حد سے بڑھ جائے مطلب یہ کہ وہ خود کفر کے دلدل میں پھنسا رہے اور جو لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہیں انہیں بھی اسکے درست راستے سے بھٹکانے لگے ایسے لوگوں کی توبہ ناقابل قبول ہوگی اسی طرح شرک کرنے والے کی توبہ بھی ناقابل قبول ہوگی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اسکے سوا جتنے گناہ ہیں جس کو چاہے بخش دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوا" (النساء)۔ البتہ اگر کوئی مشرک شرک کو گناہ

عظیم سمجھ کر اسکو چھوڑ دے اور توبہ کرے تو وہ رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہوگا۔

مختلف گناہوں سے توبہ

(۱) کفر سے توبہ:۔ سب سے بڑا گناہ کفر ہے اور کفر کہتے ہیں انکار خدا' انکار رسول' انکار قرآن' انکار آخرت' اور انکار ملائکہ کو۔ جب انسان کفر کے دریا میں غرق ہونے لگا اور کفر کی اندھیری گھاٹیوں میں بھٹکنے لگا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رہبر بنا کر بھیجا تاکہ وہ ان کفر میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی رہنمائی کریں اور توحید سے ان کو آگاہ کریں غرض جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا کر اپنے کفر پر ثابت قدم رہے ان کے لئے قرآن نے کہا کہ وہ بدترین مخلوق ہے اور انکے لئے یہ وعید بھی آئی ہے کہ انکے لئے دنیا و آخرت میں سخت عذاب ہے یہاں کفر سے توبہ کے سلسلہ میں ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے وہ یہ کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ایک دفعہ جہاد کو گئے اس میں آپ ایک کافر سے جنگ کر رہے تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت آگیا آپ نے کافر سے مہلت چاہی اور نماز ادا کی۔ پھر جب اس کافر کی عبادت کا وقت ہوا تو اس نے بھی مہلت چاہی جب وہ بت کی طرف عبادت کیلئے متوجہ ہوا تو عبداللہ بن مبارک نے سوچا کہ اس وقت اس پر حملہ کیا جائے چنانچہ حملہ کرنے کی خاطر اس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک آواز سنی اے عبداللہ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

یعنی عہد پورا کرو کہ اس کے بارے میں سوال کئے جاؤ گے۔

عبداللہ ابن مبارک رونے لگے کافر نے جب عبداللہ بن مبارک کو دیکھا کہ تلوار کھینچے رو رہے ہیں تو وجہ پوچھی آپؒ نے سارا قصہ سنایا تو اس کافر نے ایک چیخ ماری اور کہا بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے خدا کی نافرمانی کروں جو دشمن کی خاطر اپنے دوست پر عتاب کر رہا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا۔ الغرض کفر ایک بدترین

گناہ ہے کافر اللہ کا باغی ہے۔ نہ صرف آدمی کو کفر سے توبہ کرنی چاہیئے بلکہ مسلمانوں کو بھی ہر اس خیال سے تائب ہونا چاہیئے جس سے عقیدۂ توحید متاثر ہوتا ہے۔

(۲) چوری سے توبہ:۔ کسی چیز کو اس کے مالک یا صاحب تصرف کی اجازت کے بغیر چھپا کر لینے کو چوری کہا جاتا ہے۔ اور یہ نہایت ہی برا فعل ہے خود اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اس کی سزا مقرر فرمائی ہے کہ چوری کرنے والے مرد یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے۔ انڈا چراتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے رسی چراتا ہے تو اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

حضرت رابعہ بصریؒ ایک رات نماز پڑھتے پڑھتے تھک گئیں اور سو گئیں اتفاقاً اس رات آپ کے گھر کوئی چور گھس آیا اور آپ کے سامان کی گٹھڑی باندھ کر اٹھا اور چاہا کہ چل دے مگر جب اس نے گٹھڑی اٹھائی تو اندھا ہو گیا اور راستہ نہ پایا گھبرا کر اس نے گٹھڑی رکھ دی تو پھر بینا ہو گیا۔ اس نے پھر گٹھڑی اٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا غرض کے دو تین دفعہ ایسا ہوا پھر اس نے ہاتفِ غیبی سے ایک آواز سنی کہ اے ناداں اگر ایک دوست سو رہا ہے تو دوسرا دوست جاگ رہا ہے۔ بیوقوف! رابعہ نے اپنے آپ کو جب سے ہمارے سپرد کر رکھا ہے اس وقت سے بیچارے ابلیس کو یہ قدرت حاصل نہیں وہ اسکے پاس پھٹکے۔ پھر چور بیچارے کی کیا طاقت ہے کہ اس کے سامان کے پاس پھٹکے۔ آخر اللہ سے معافی مانگی اور وہاں سے چلا گیا اس طرح اسکو چوری سے توبہ کی توفیق ملی۔ چوری کا تعلق جہاں حقوق اللہ سے ہے وہیں حقوق العباد سے بھی ہے جسکا بدلہ قیامت کے دن چکانا پڑے گا۔

(۳) جھوٹ سے توبہ:۔ جھوٹ کا مطلب غلط بیانی اور دروغ گوئی سے کام لینا ہے یعنی اصل بات کو بیان نہ کرے اسکے بجائے من گھڑت بات بیان کردے۔ اس طرح وہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے جھوٹ ایسا گناہ ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے

کے لئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں جھوٹ بولنا انتہائی بری عادت ہے جو کوئی اس کا عادی ہوتا ہے تو پھر چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے اسلئے آدمی کو پورے طور پر توبہ کر کے اس سے باز آنا چاہیئے۔

قرآن کریم میں جھوٹ کی بڑی مذمت کی گئی ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ

بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو بے لحاظ جھوٹا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث میں جھوٹ بولنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے مثلاً معراج والی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا" جھوٹ بولنے سے رزق گھٹ جاتا ہے (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب بندہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کے منہ میں سے ایسی بدبو پیدا ہوتی ہے کہ رحمت کا فرشتہ اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے (احمد)

کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں ایک یہ کہ بدکار ہوں دوسرے یہ کہ چور ہوں تیسرے یہ کہ شراب پیتا ہوں چوتھے یہ کہ جھوٹ بولتا ہوں۔ ان میں سے جس ایک کو فرمایئے آپ کی خاطر چھوڑ دیتا ہوں ارشاد ہوا کہ جھوٹ چھوڑ دو چنانچہ اس نے عہد کر لیا۔ اب جب رات ہوئی تو شراب پینے کو جی چاہا اور پھر بدکاری کے لئے آمادہ ہوا تو اس کو خیال آیا کہ صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ رات کو تم نے شراب پی اور بدکاری کی تو کیا جواب دوں گا؟ اگر ہاں کہوں گا تو شراب اور زنا کی سزا دی جائے گی اگر "نہیں" کہا تو عہد کے خلاف ہوگا۔

یہ سوچ کر ان دونوں سے باز رہا۔ جب رات زیادہ گزری اور اندھیرا چھا گیا تو چوری کے لیے گھر سے نکلنا چاہا پھر اس خیال نے اس کا دامن تھام لیا کہ کل اگر پوچھ ہو گی تو کیا کہوں گا اگر ہاں کہوں گا تو میرا ہاتھ کاٹا جائے گا اور "نہ" کہوں گا تو بد عہدی ہو گی اس خیال کے آتے ہیں اس جرم سے بھی باز رہا صبح ہوئی تو وہ دوڑ کر خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جھوٹ نہ بولنے سے میری چاروں بری خصلتیں مجھ سے چھوٹ گئیں یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ سچائی تمام نیکیوں کی جڑ ہے اور جھوٹ چھوڑ دینے سے آدمی کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

(۴) غیبت سے توبہ:۔ غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا ذکر اسکی پیٹھ پیچھے ایسے برے الفاظ سے کیا جائے جس کے سننے سے وہ ناراض ہو جائے اسلام میں غیبت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہیکہ "ایکدوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے پس تم اسے ناپسند کرو" (الحجرات ۱۲)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دیکھا کہ ایک قوم مردار اور مرے ہوئے جانور کھا رہی ہے آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت ہے 'زنا توبہ سے معاف ہو جاتا ہے لیکن غیبت جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو معاف نہیں ہو سکتی۔

اسکے علاوہ بہت سی احادیث میں غیبت کرنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے لہذا ہمیں چاہیئے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیں کہ کسی کی غیبت ہرگز نہیں کریں گے۔

حضرت جنیدؒ نے ایک شخص کو دیکھا جو سوال (مانگ) کر رہا تھا حضرت جنید کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص تندرست ہو کر سوال کر رہا ہے حالانکہ خود کما بھی سکتا ہے۔ شب کو سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک خوان سرپوش سے ڈھکا ہوا سامنے رکھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ کھاؤ حضرت جنید نے سرپوش اٹھایا تو دیکھا وہی سائل درویش مردہ اس میں رکھا ہوا ہے جنید فرمانے لگے کہ میں مردہ خور تو نہیں ہوں لوگوں نے جواب دیا تو پھر آپ نے اس درویش کو دن کے وقت کیوں کھایا تھا؟ جنید فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ شاید یہ اشارہ اسی میرے دلی خیال کی طرف ہے پس میں مارے ہیبت کے جاگ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس درویش کی تلاش میں نکلا۔ دیکھا کہ وہ دریا کے کنارے بیٹھا ہوا ہے اور ساگ جو لوگ دھو کر چلے گئے ہیں اس کے ٹکڑے پانی سے چن چن کر کھا رہا ہے میں اسکے قریب پہنچا تو اس نے سر اٹھایا اور کہا اے جنید! میرے حق میں جو تمہارے دل میں خیال آیا تھا اس سے توبہ کر لی؟ میں نے کہا ہاں کہنے لگے اب جاؤ هُوَالذی يقبل التوبة عن عباده یعنی خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جنید اب دل کی حفاظت کرنا۔

(۵) مذاق اڑانے سے توبہ۔ شریعت کی رو سے کسی بھی انسان کا مذاق اڑانا گناہ ہے کیونکہ جب ہم کسی کا مذاق اڑاتے ہیں تو اسکے دل کو تکلیف ہوتی ہے اور اسلام میں کسی کا دل دکھانا جائز نہیں۔ خود خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا "اے ایمان والو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں (الحجرات۔ ۱۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو استہزاء کرتا ہے اور لوگوں پر ہنستا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا

کہ آجاؤ وہ قریب ہوگا تو دروازہ بند کرلیں گے پھر دوسرے دروازے پر بلایا جائے گا وہ اندر جانے کی امید میں قریب ہوگا تو پھر اسی طرح دروازہ بند ہو جائے گا حتی کہ وہ رنج والم میں ترستا رہے گا۔ یہ ایک قسم کا اسکے ساتھ مذاق ہوگا اور اسے احساس دلایا جائے گا کہ تو دوسروں سے استہزاء کیوں کرتا تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو "پستہ قد" کہہ دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تو نے ایسی بات کہی کہ اگر دریا میں ملادی جائے تو سارے پانی کو گندہ کردے (مراد گناہوں کی برائی ہے)

واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم کسی کا مذاق اڑائیں تو ہم اس کا مذاق نہیں اڑاتے بلکہ اس خالق کا مذاق اڑاتے ہیں جو کہ اسکا بنانے والا ہے مثلاً اگر آپ نے کوئی چیز بنائی ہو اور کوئی اس چیز کو دیکھ کر منہ بنائے اور اسکا مذاق اڑائے تو ظاہر ہے آپکو تکلیف ہوگی لہذا ہمیں مخلوق خدا کا مذاق اڑا کر خالق اور مخلوق دونوں کی ناراضگی نہیں مول لینی چاہیے۔ بظاہر یہ معمولی معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کے پاس اسکی بھی گرفت ہوگی اسلئے توبہ کرلینی چاہیے۔

(۳) ماں باپ کو ستانے سے توبہ۔ ماں باپ کو تکلیف پہنچانا گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ والدین اپنی اولاد کی خاطر اپنی تمام تر خواہشات کو ترک کرکے ان کو راحت دیتے ہے اور خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ انکے لئے رات رات بھر جاگتے ہیں اور اولاد کی خاطر اپنی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے والدین کے احترام اور خدمت کو فرض قرار دیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے جو کوئی جنت کا خواہش مند ہو اسے چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی اطاعت فرمانبرادی کرے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہیکہ ("وَوَصَّیْنَا الاِ نْسَانَ لِوَالِدَیْہِ حُسناً")
ہم نے آدمی کو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کریں۔

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ جو نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اس کے لئے ہر مرتبہ دیکھنے کے بدلے اسکے اعمال نامہ میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ دن میں سو مرتبہ دیکھے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ تر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ماں باپ کے نافرمان کو جنت میں داخل نہ کرنے کا اللہ نے ذمہ لے لیا ہے" (حاکم)

واقعہ ہیکہ ایک تابعی ایک قبیلہ سے ہو کر گزرے وہاں ایک قبرستان میں دیکھا کہ عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کے سر کے مانند تھا اور بدن آدمی کی طرح اس نے قبر سے نکل کر تین دفعہ گدھے کی مکروہ آواز نکالی اور پھر قبر میں گھس گیا اور قبر بند ہوگئی انھوں نے اس شخص کی بیوی سے سارا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ یہ شخص شراب بہت پیتا تھا اور جب اسکی ماں اسے شراب پینے سے روکتی تو اس سے کہتا کیوں گدھے کی طرح ڈھیچوں ڈھیچوں کرتی ہو۔ ایک دن عصر کے وقت اس کا انتقال ہوگیا اب ہر روز عصر کے وقت اس کی قبر شق ہوتی ہے اور خود گدھے کی طرح ڈھیچوں ڈھیچوں کرتا ہے

اس طرح اور بہت سی حکایتیں ہیں جن میں ماں باپ کے نافرمان کا انجام بتایا گیا ہے صاحب عقل کے لئے ایک ہی حکایت کافی ہے ماں باپ کی نافرمانی کے اس وبال کو جاننے کے بعد ہر شخص کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے اور اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

(۶) تکبر سے توبہ:۔ تکبر کے معنی بڑائی جتانے کے ہیں یہ بڑی ہی معیوب بات ہے کہ انسان اپنی کبریائی جتائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی بڑی پسند ہے

اور اسکا جلال ہمیشہ متکبر اور مغرور پر ہی جوش میں آتا ہے۔ اگر کوئی شخص زندگی کے زائد دن گناہوں میں ڈوبا رہا اسکے بعد بھی اگر وہ عاجزی اختیار کر کے اپنے گناہ پر نادم ہو کر توبہ کرے تو اللہ اسے ضرور معاف فرمائے گا۔ لیکن کچھ لوگ شیطان مردود کی طرح ہو جاتے ہیں جو اپنی غلطی پر نادم نہیں ہوتے بلکہ اکڑ کر پھرتے ہیں انھیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبر سے بچو کبر ہی وہ گناہ ہے جس نے سب سے پہلے شیطان کو تباہ کیا۔ (ابن عساکر)

لہذا ہمیں چاہیے کہ تکبر سے بچیں اور اپنے آپ کو متواضع بنالیں کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ من تکبر وضعه الله جو کوئی تکبر کرتا ہے اللہ اسکو گرا دیتے ہیں شیطان کی مثال موجود ہے۔

مذکورہ بالا برائیوں کے علاوہ اور بہت سی برائیاں ایسی ہیں جو ہمارے اندر موجود ہیں ہمیں ان کا جائزہ لیکر جلد از جلد توبہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہیکہ تُوبوا إلى الله جميعاً أيها المؤمنون (۱۸ پ ع ۱۰) یعنی اللہ کی طرف توبہ کروائے مسلمانو!

اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں یہ بھی ارشاد فرماتا ہے " لاتقنطوا من رحمة الله "اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اسکے بعد فرمایا" ان الله يغفر الذنوب جميعاً إنه هُو الغفور الرحيم۔ یعنی اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف فرمادے گا اور بے شک وہ مغفرت فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب بندہ اپنے خدا کے سامنے عاجز اور نادم ہو کر گڑگڑا کر توبہ کرے تو محروم نہ رہے گا چنانچہ علامہ صفوریؒ نے لکھا ہیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گنہگار کے آنسو اللہ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ نے حضرت معاویہؓ کا ایک واقعہ لکھا ہے حضرت معاویہؓ روزانہ تہجد کی نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے۔ ایک دن تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلی حتی کہ تہجد کا وقت نکل گیا۔ چونکہ اس سے پہلے کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوٹی تھی پہلی مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تھا چنانچہ اس کی وجہ سے ان کو اس قدر ندامت اور رنج ہوا کہ سارا دن روتے روتے گذار دیا کہ یا اللہ مجھ سے آج تہجد کی نماز چھوٹ گئی۔ جب اگلی رات کو سوئے تو تہجد کے وقت ایک بزرگوار نے تشریف لاکر آپ تو تہجد کی نماز کے لئے جگانا شروع کر دیا کہ اٹھ کر تہجد پڑھ لو' حضرت معاویہؓ فوراً اٹھ گئے اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کیسے آئے؟ اس نے جواب دیا کہ میں وہی بدنام زمانہ ابلیس اور شیطان ہوں' حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ تمہارا کام تو انسان کو غفلت میں مبتلا کرنا ہے۔ نماز کے لئے اٹھانے سے تمہارا کیا کام؟ شیطان نے کہا اس سے بحث مت کرو' جاؤ تہجد پڑھو اور اپنا کام کرو' حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں پہلے بتاؤ کیا وجہ ہے؟ مجھے کیوں اٹھا رہے تھے؟ جب تک نہیں بتاؤ گے 'میں نہیں چھوڑوں گا' جب بہت اصرار کیا تو شیطان نے بتایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ گذشتہ رات آپ پر میں نے غفلت طاری کر دی تھی تاکہ آپ کی تہجد کی نماز فوت ہو جائے' چنانچہ آپ کی تہجد کی نماز فوت ہو گئی لیکن تہجد چھوٹ جانے کے نتیجے میں آپ نے سارا دن روتے روتے گزار دیا' اور اس رونے کے نتیجے میں آپ کے اتنے درجات بلند ہوگئے کہ اگر آپ اٹھ کر تہجد پڑھ لیتے تو آپ کے درجات اتنے بلند نہ ہوتے یہ تو بہت خسارے کا سودا ہوا' اس لئے میں نے سوچا کہ آج آپ کو اٹھا دوں تاکہ اور زیادہ درجات کی بلندی کا راستہ پیدا نہ ہو۔ (اصلاحی خطبات صفحہ ۳۹)۔

سچی توبہ

بریدہؓ کہتے ہیں کہ ماعز بن مالک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ' (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو پاک کیجئے' آپ نے فرمایا' افسوس ہے تجھ پر' واپس جا' خدا سے استغفار کر اور توبہ کر وہ چلا گیا اور تھوڑی دور جا کر پھر واپس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو پاک کیجئے' آپ نے پھر وہی الفاظ دہرائے جو پہلے فرمائے تھے' چار مرتبہ اسی طرح ہوا چوتھی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا'' کس چیز سے پاک کروں تجھکو؟ اس نے عرض کیا زنا سے نبی کریمؐ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کیا یہ دیوانہ ہے؟ عرض کیا گیا۔ دیوانہ نہیں ہے پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس کا منہ سونگھا' لیکن شراب کی بو نہ آپ پھر آپؐ نے ماعزؓ سے پوچھا کیا تو نے زنا کیا ہے؟ عرض کیا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سنگ ساری کا حکم دے دیا اور اس کو سنگ سار کر دیا گیا۔ دو تین روز اسی طرح گذر گئے یعنی ماعز کی سنگساری کا ذکر آپؐ کے حضور میں نہ آیا ایک روز حسب معمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ماعز بن مالک کی مغفرت کی دعا کرو۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو ساری امت پر تقسیم کیا جائے تو اس کا ثواب سب کے لئے کافی ہو۔ (حسن پرستوں کا انجام)

باب استغفار

اب تک توبہ کے تعلق سے مختلف عنوانات اور قرآنی آیات اور احادیث کے حوالہ سے جن باتوں کو تحریر کیا گیا ہے وہ عمل کیلئے بہت کافی ہیں چونکہ توبہ کے ساتھ استغفار نہایت ضروری ہے لہذا استغفار کی مختصر اً تشریح ذیل میں کی جاتی ہے۔

استغفار کے لغوی معنی معافی مانگنا' مغفرت اور بخشش طلب کرنا ہے۔ یہ باب استفعال سے ہے اسکے مادی حروف غفرؔ باب ضرب سے ہیں جسکے معنی ہیں ڈھانکنا' معاف کرنا' مغفرت کو مغفرت اسی واسطے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور اپنی رحمت سے اسکو ڈھانک دیتا ہے۔

اصطلاح میں استغفار اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کئے ہوئے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہو کر آئندہ گناہ دوبارہ بالکل نہ کرنیکے کے ارادہ سے اللہ تعالی سے معافی مانگے اور اس گناہ پر بخشش طلب کرے۔

اللہ تعالی کی شان رحمت یہ ہیکہ جو کوئی اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر عاجزی و انکساری کے ساتھ آنسو بہاتے ہوئے اسکے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ ضرور اسکی مغفرت فرما دیتے ہیں اور یہی اللہ کا وعدہ ہے۔

چنانچہ ارشاد باری ہے: وَاستَغفِرِ اللّٰہ اِنَّ اللّٰہ کان غَفُورً الرَّ حِیماً ہ (النساء) (یعنی اور اللہ سے استغفار کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے)۔

استغفار کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن بسرؓ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' خوش بختی ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے اعمال نامہ میں بہت استغفار کی (یعنی مقبول استغفار پایا)

اس حدیث کا حاصل یہ ہیکہ انسان کو چاہیئے کہ وہ صبح و شام استغفار کرتا رہے اور اپنے اعمال نامہ میں استغفار کو اضافہ کرے تاکہ اسکا شمار خوش بختوں میں ہو۔

مغفرت خداوندی کی وسعت

اللہ تعالی نے ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتے کو مقرر فرمایا ہے شیطان ہر وقت انسان کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ بعض انسان جن کے دل

میں خوف خدا ہے وہ اس مردود شیطان کے مکر و فریب میں نہیں آتے اور اکثر شیطان کے بہکاوے میں آکر گناہ کر گناہ کئے جاتے ہیں جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے تو وہ توبہ و استغفار کرنے سے ڈرتے ہیں پتہ نہیں کہ ان کی بخشش ہوگی بھی کہ نہیں ایسے لوگوں کو رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہونا چاہیے ذیل کی حدیث سے اللہ کی وسیع رحمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو سعیدؓ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی اے میرے پروردگار! میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے جسم میں ہیں پروردگار عزوجل نے فرمایا" قسم ہے اپنی عزت و بزرگی کی اور اپنے مرتبے کی بلندی کی میرے بندے جب تک مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں بھی ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا (رواہ احمدؒ)

مرحومین کے لئے سب سے بہتر تحفہ استغفار ہے

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ پکار رہا ہو وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہونچے جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا وفیہا سے زیادہ عزیز محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے سہنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے اور مردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

عام مومنین کے لئے استغفار

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لئے ہر مومن مرد و عورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی (معجم کبیر للطبرانی)

حضرت ابو درداؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لئے ہر روز ۲۷ دفعہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا وہ اللہ کے ان مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہے اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

جمیع مومنین و مومنات کے لئے دعائے مغفرت کے بہترین الفاظ وہ ہیں جو قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ سے نقل کئے گئے ہیں۔

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

(اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور تمام ہی ایمان والوں کی مغفرت فرمادے قیامت کے دن)

سید الاستغفار

سید الاستغفار کا مطلب یہ ہیکہ "سب سے بڑا استغفار" اس استغفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلا شبہ جنت میں جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے

اس رات میں وہ چل بسا تو بلا شبہ وہ جنت میں جائے گا (صحیح بخاری)

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا "سید الاستغفار" (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ
کے حضور میں یوں عرض کرے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَاعَلٰی عَھْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ
اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری شریف)

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا
میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں۔ جہاں تک مجھ
سے ہو سکا میں نے جو گناہ کئے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری
نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہذا مجھے بخش
دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ استغفار

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ الفاظ پڑھے اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے
اگرچہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

یعنی میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ
اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اسکے حضور توبہ کرتا ہوں (رواہ الترمذی)۔

(نوٹ میدان جہاد سے بھاگنا بہت بڑا گناہ ہے)